- اے اسلام تیری جس خوبی سے میں سب سے زیادہ متاثر ہوں وہ تیرا اعتدال و توازن ہے۔ تُو نے ہر گوشۂ حیات میں افراط و تفریط سے ہٹا کر اعتدال کی راہ بتلائی ـــــ نہ تو فرد کو معاشرہ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا کہ معاشرہ کے مفاد کے لیے اپنا ذاتی مفاد قربان کردو، اور نہ ہی اجتماع و معاشرہ کی حقیقت کو نظر انداز کیا ـــــ بلکہ یہ اجازت دی کہ انسان اپنے اغراض و مقاصد پر چلتا رہے، بشرطیکہ اس سے اجتماعی مفاد و مقاصد کو ضرر نہ پہنچے۔ اسی طرح نہ ہی مجرّد دُنیاداری کو مستحسن قرار دیا، نہ مجرّد ریاضت و عبادت کو ـــــ بلکہ دُنیا کے دھندوں اور دنیاوی کاروبار میں پھنس کر دین پر عمل کرنے کو ترجیح دی ـــــ اس طرح کہ دنیوی دھندے اللہ کے حکم کے مطابق بجالاؤ، تو یہ سب تمہاری عبادت ہے، ریاضت ہے اور مجاہدہ ہے۔
- مَیں ایک جاہل و گم کردہ، راہِ ضلالت کے گہرے غاروں میں سرگرداں تھی۔ اے اسلام! تُو نے علم کو میری زندگی میں ایک نمایاں مقام عطا کیا اور علم کی روشنی میں میری تاریک زندگی کو منور کیا۔ دیگر تمام معاشرے علم کو صرف چند طبقوں تک محدود رکھتے تھے، مگر اے اسلام تُو نے ہر طبقہ کے لیے بلا امتیازِ رنگ و نسل علم کا دروازہ وا کر دیا۔ وہ علم، جس نے حضرت انسان کو مسجود الملائکہ کا منصب عطا کیا تھا، اسی عِلم الٰہی سے ہر کوئی شخص کسی بھی امتیاز کے بغیر متمتع ہو سکتا ہے ـــــ صرف عمل شرط ہے! ـــــ چنانچہ جو کوئی بھی محنت، کوشش اور جستجو کے ساتھ علم حاصل کرے اور اس پر عمل پیرا ہو، وہ انبیاءؑ کا وارث، ان کے مشن کا حامل اور قوم کا راہبر و لیڈر ہے۔ تُو نے سُوت کاتنے والوں (امام غزالیؒ کے والد) ہنڈیا بیچنے والوں (امام قدوریؒ) تیل تیار کرنے اور بیچنے والوں (زیاتؒ) غرضیکہ جس کسی کو بھی علم کی مسند پر بٹھایا، اسے اُمتِ مسلمہ کا عظیم الشان اور باعثِ صد مایہ افتخار لیڈر بنا دیا ـــــ یہ کتنا بڑا احسان ہے!
- مَیں سوچا کرتی تھی کہ مَیں کیوں پیدا ہوئی؟ مجھے کس نے پیدا کیا؟ میری تخلیق کی غرض و غایت کیا ہے؟ مرنے کے بعد میرا انجام کیا ہو گا؟ کیا یہ دنیا فنا ہو گی یا نہیں؟ یہ دُنیا خود بخود وجود میں آئی یا اس کے وجود میں آنے کی کوئی غرض و غایت ہے؟ ـــــ یہ اور اس قسم کے سینکڑوں سوال مجھے ہر وقت پریشان کرتے رہتے تھے اور ان سوالوں نے میری زندگی اجیرن کر ڈالی تھی، مگر اے اسلام تیرا دامن تھام لینے کے بعد مجھے ان تمام

سوالوں کے جواب مل گئے۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ مجھے پیدا کرنے والی ایک عظیم الشان ہستی ہے جس کا اسمِ ذات "اللہ" ہے۔ اللہ نے ہی ہر چیز تخلیق کی ہے۔ اسی نے یہ دنیا، یہ زمین، یہ بے ستون نیلگوں آسمان، وسیع و عریض فضا کی پہنائیاں، یہ رات دن کے انقلاب، یہ شمس و قمر اور کواکب کا نظام، یہ موسموں کے تغیر و تبدّل، سبھی اسی کی کرشمہ سازی ہے۔ اُس نے ہر چیز کو ایک منظم منصوبہ کے تحت پیدا کیا ہے اور ہر چیز سے اس کا کام لے رہا ہے۔ اُس نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ اپنی اطاعت اس پر لازم قرار دی۔ برائیوں سے روکنا اور نیکی کا حکم کرنا، دُنیا میں نیکی کو فروغ دینا، خود نیکی پر عمل پیرا ہونا اور دوسرے انسانوں کو برائیوں سے روکنا اس کا منصبِ اوّلیں ہے۔ جو انسان اپنے منصب کو پورا کرتا ہے، اسے اللہ اپنی عظیم نوازشات سے سرخرو کریگا۔ اور جو اس میں کوتاہی کرتا ہے، اس کے احکام سے سرتابی کرتا ہے اور اس کا سرکش اور باغی بن کر رہتا ہے، اُسے اللہ اپنے زبردست عذاب کی وعید سناتا ہے۔ اسی جزا و سزا کے لیے وہ ایک دوسرا عالم پیدا کرے گا۔ دنیا میں جتنے لوگ آچکے ہیں، ان سب کو اس عالم میں دوبارہ پیدا کرے گا، ان کے اعمال کو میزان میں تولے گا، پھر اس میزان کے مطابق انسان کو جزا و سزا دے گا۔

اے اسلام! مَیں عورت تھی، اور عورت ہونے کی حیثیت سے کسی معاشرے، کسی دین یا کسی تہذیب نے مجھے نمایاں مقام عطا نہ کیا۔ میری پیدائش منحوس سمجھی جاتی تھی، مجھے ہمیشہ مرد کا غلام تصور کیا جاتا تھا۔ مَیں وراثت سے محروم تھی، زندگی کے حقوق میسر نہ تھے۔ میری تخلیق کا مقصد ہی صرف مرد کی محکومی سمجھا جاتا تھا۔ مرد مجھے اپنی خواہشات کا کھلونا سمجھتا۔ مجھے دلفریب بُرائی، غارت گر دُلربائی، خانگی آفت، پیدائشی فتنہ، سراپا معصیت اور بنی نوع انسان میں فساد و گناہ کی بنیاد قرار دیا جاتا تھا ——— مَیں مظلوم تھی، کسی کو مجھ پر ترس نہ آیا ——— میری عزت و ناموس لُٹ چکی تھی، مگر کسی کو اس کی پرواہ نہ تھی، کسی کو میرے حقوق یاد نہ تھے ——— مگر اے اسلام! تُو نے مجھ جیسی بے کس، بے نوا اور مظلوم عورت پر بے پناہ احسانات کیے۔ مجھے مرد کی مساوی جنس قرار دے کر مرد کے ہم پلّہ بنا دیا۔ تُو نے مرد کی مانند میرے حقوق بھی مقرر کیے اور اُن کی ادائیگی مرد پر لازمی قرار دی۔ مجھے وراثت سے حصّہ دلایا، مجھے مہر، نفقہ اور

حسنِ سلوک کے حق عطا فرما کر گھر کی باوقار مالکہ بنایا۔ میری پرورش کو باعثِ رحمتِ الٰہی اور جنت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا۔ مجھے تعلیم و تربیت کے حقوق عطا فرمائے، میری عزت و ناموس کی حفاظت کی، مجھے ذمہ داریوں سے دست کش قرار دیا اور پیارے سے گھر کو میری جدوجہد کا مرکز قرار دے کر مجھے ہر قسم کی آوارگی اور افراط و تفریط سے محفوظ کر دیا۔ مجھے مرد کے ظلم و ستم کے مقابلے میں اپنا حق خلع استعمال کرنے کی اجازت دی ـــــ اس طرح مجھ پر ایک عورت کی حیثیت سے اے اسلام تو نے جو احسانات کیے، ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

- میں غلام تھی اور معاشرہ کے رحم و کرم پر تھی، میرے مالک مجھ سے بیگار لیتے تھے اور تن و جان کا رشتہ قائم کرنے کے لیے قوت لایموت مہیا نہ کرتے تھے۔ میں یتیم و بے آسرا تھی، اس لیے مجھ پر ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھا جاتا تھا اور کوئی میرے سر پر دستِ شفقت پھیرنے والا نہ تھا۔ میں کالی اور بدشکل تھی، جبکہ معاشرہ صرف گوروں اور خوش شکل لوگوں کو معزز سمجھتا تھا۔ میں غریب تھی اور معاشرہ میں صرف اس شخص کی عزت تھی جو مال و دولت والا ہو۔ اس کے پاس نوکروں چاکروں کے جھرمٹ ہوں، خوشامدیوں اور چاپلوسوں کا ہجوم ہو، بینک بیلنس ہو، اس کے پاس بے اندازہ کوٹھیاں و کاریں ہوں۔ میرا پیشہ معمولی تھا، اس لیے مجھے موچی، قصاب، حجام وغیرہ ہونے کی بنا پر معاشرہ میں نظرِ حقارت سے دیکھا جاتا تھا۔ میں نیچ ذات کی تھی، اس لیے اعلیٰ ذات والے مجھ سے چھو جانا بھی بڑا پاپ سمجھتے تھے۔ اس طرح مختلف قبائلی، قومی، لونی، لسانی، وطنی و معاشی امتیازات نے میری زندگی اجیرن کر رکھی تھی ـــــ مگر اے اسلام! تیری پناہ میں آنے کے بعد مجھے سکون کا وہ دریا ٹھاٹھیں مارتا نظر آیا کہ میں اس میں مکمل طور پر غرق ہو گئی۔ یہاں کوئی لونی و لسانی، نسلی و قومی، امیری و غریبی کے امتیازات نہ تھے۔ اے اسلام! تیری نگاہ میں ساری مخلوق یکساں تھی اور ہر اسلام کا نام لیوا آپس میں مساوی حیثیت کا بھائی بھائی تھا۔ تیرا قانون صرف غریبوں، یتیموں، بے کسوں اور بے نواؤں کے لیے نہ تھا۔ بلکہ امیر و غریب پر اور آقا و غلام پر اس کا اطلاق ہوتا تھا۔ تیرے احسانات صرف طبقۂ امراء تک محدود نہ تھے، بلکہ ہر امیر و غریب، آقا و غلام، مرد و عورت، بے کس و بے بس، حقیر و معزز، ہر کوئی کسی

قسم کے امتیاز کے بغیر ان احسانات سے یکساں لطف اندوز ہوتا تھا، ہر ایک کو یکساں نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اگر کوئی امتیاز یہاں تھا تو تقویٰ اور جہاد کا تھا۔ یعنی جو شخص اپنے آقا کا جتنا زیادہ فرمانبردار، اطاعت کیش، خدا ترس اور راہِ حق میں اپنا سر و سامان اور اپنا تن من دھن قربان کرنے والا ہوگا، اتنا ہی معزز ہوگا ــــ پھر یہ امتیاز کسی سے مخصوص نہ تھا، بلکہ ہر کلمہ گو تقویٰ اور جہاد کی اعلیٰ منازل طے کر سکنے کے قابل تھا۔ ہر شخص جو ان منازل تک پہنچنا چاہے، اس کے لیے کوئی مخالفت و مزاحمت نہیں۔ وہ اپنی ذاتی جدوجہد، سعی و کاوش اور پیہم کوشش سے ان منازل کو چھو سکتا ہے۔ اللہ اللہ، اے اسلام! تیرے احسانات کا کیا شمار!

اے اسلام! شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ کے ہاں بحیثیت دین صرف تجھے ہی شرف قبولیت حاصل ہے۔ اور جو تیرے علاوہ کوئی اور راہ ڈھونڈے گا، وہ دین و دنیا کی تباہی و نقصان کا مصداق ٹھہرے گا۔ "وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ"

"اے اللہ ہمیں اسلام پر استقامت عطا فرما اور اسی پر موت عطا فرمانا ــــ آمین"

اہلحدیث یوتھ فورس ضلع جہلم کا ماہانہ اجلاس

صحابہ کرامؓ کی زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے لہٰذا ہماری یہ کوشش ہے کہ آج کا نوجوان صحابہ کرامؓ کی سیرت کو اپنائے اور دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنے شب و روز کو وقف کر دے۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہلِ حدیث پاکستان کے نائب امیر حضرت علامہ محمد مدنی رئیس جامعہ علومِ اثریہ جہلم نے گذشتہ دنوں یہاں منعقدہ اہلِ حدیث یوتھ فورس ضلع جہلم کے ماہانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

اس سے قبل تلاوتِ کلام پاک کے بعد جامعہ علوم اثریہ کے مدیر حافظ عبدالمجید عامر فاضل مدینہ یونیورسٹی نے افتتاحی کلمات پیش کیے۔ ضلعی سیکرٹری جنرل نے گذشتہ ماہانہ اجلاس کی کاروائی پیش کی۔